Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 31, Sr.No.78, 2010, pp 411 - 420

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۱، جنوری۔مارچ ۲۰۱۰ء، شمارہ ۷۸

پیرزادہ غلام احمد مہجور...... کشمیر کے قومی شاعر

ڈاکٹر خواجہ زاہد عزیز ☆

Abstract:

Mahjoor is a National Poet of Kashmir. He is considered the Father of modern Kashmiri literature. He Freed Kashmiri from heavy Persian influence. He Promoted kashmiri Language. His Poetry gave a new direction to the kashmiries and they started thier freedom struggle against Dogra rulers.

کشمیر دنیا کے خوبصورت ترین خطوں میں سے ہے۔ کشمیری خوش شکل ہونے کے ساتھ ساتھ خوش فکر اور خوش اندیش بھی ہیں، یہی وجہ ہے شہنشاہ جہانگیر سے لے کر ایک عام چرواہے تک ہر شخص کشمیر کو زمین پر اُترا ہوا فردوس تصور کرتا ہے۔ مادی دنیا کے اس فردوس نے بے شمار عظیم ہستیوں کو جنم دیا۔ جن میں ایک زندہ و جاوید نام پیرزادہ غلام احمد مہجور کا بھی ہے۔

غلام احمد مہجور کشمیری شاعری کے چوتھے اور جدید دور کے سب سے زیادہ مشہور و معروف شاعر ہیں۔ وہ ۱۸۸۸ء میں ماتری گام کے پیروں کے ایک متوسط درجہ کے خاندان میں پیدا ہوئے۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کشمیریات، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور۔

آپ نے فارسی اور عربی کی تعلیم مقامی مکتب سے حاصل کی۔ آپ نے اپنی شاعری کا آغاز اٹھارہ سال کی عمر میں فارسی اور اردو زبان سے کیا لیکن ان زبانوں میں اظہار و بیان پر قدرت نہ حاصل کر سکنے اور دلی تسکین نہ ملنے کی وجہ سے انہیں خیر آباد کہا [۱] اور اپنی اَن پڑھ اور مظلوم عوام الناس کی فلاح و آزادی کی خاطر کشمیری شاعر رسول میر اور ابتدائی دور کے شعراء کرام سے متاثر ہو کر کشمیری زبان میں شعر کہنے شروع کیے۔

مہجور نے ابتدا میں رومانوی شاعری کی اور اس کے ساتھ ساتھ فطرت کی شاعری بھی کرتے رہے لیکن جب انہیں اس بات کا مکمل ادراک ہو گیا کہ میری شاعری کی ضرورت اب جنت نظیر کشمیر اور اس کے باسیوں کو ہے تو انہوں نے قومی اور سیاسی شاعری کو اپنا شعار بنایا۔ ان کی شاعری کشمیری ادب کا ایک شاندار حصہ ہے [۲] ان کے کلام کا بہت بڑا حصہ سیاسی شاعری پر مشتمل ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے کشمیری عوام کو بیدار ہو کر اپنے حقوق اور آزادی حاصل کرنے کی تلقین کی۔

کمی سن بَدلوو سون تقدیر قایداعظم شیر کشمیر
بنُدگی مو کہٕ لے یہِ زِنُدگی پھیر قایداعظم شیر کشمیر
شونُجھ بنُستی کموُذٕ ناوَ آزادِ گرٕھ نچ وَتھ کمی ٗ ہاوَ
کمی ٗ سنُدی وجوَدَن زنُدٕ کر کشیر قایداعظم شیر کشمیر [۳]

مہجور کشمیر کے قومی شاعر ہیں۔ وادی کشمیر مختلف قوموں اور مذاہب کی آماجگاہ ہے۔ وہاں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم بھی ہیں۔ مہجور قومی شاعر ہونے کے ناطے ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی ہیں۔ وہ فرقہ پرستی سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ وہ مذہبی یگانگت اور انسانی محبت پر زور دیتے ہیں چونکہ یہ باتیں کشمیری ثقافت کا اثاثہ ہیں۔ انہیں کشمیر کی قومی شاعری میں ایک خاص مقام حاصل ہے [۴]۔ ان ہی کی شاعری نے کشمیریوں کو جابر حکمرانوں کے خلاف اٹھ

کھڑے ہونے اور لڑنے کا حوصلہ عطا فرمایا۔

یِتھی ظُلم یِیلہٕ دودی اَسِہ زیادٕ کالہ سہُن پوختہٕ آزاد گرُھنک خیال
وٕنیوو وادیاہ یِیلہٕ نہ تُتھ سوز دداو پَتو ظاٗلمَس ووَن ژٕ کشمیر تراوٗ (۵)

مہجور کشمیر کے انتہائی حساس دور کے شاعر ہیں کیونکہ تب کشمیر پر ڈوگرہ خاندان مسلط تھا اور وہ مظالم کی تمام حدود عبور کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ نہ صرف کشمیری زبان کے ساتھ بے اعتنائی برتی جارہی تھی بلکہ کشمیریوں کی سیاسی، معاشی اور تعلیمی زبوں حالی بھی عروج پر تھی لیکن مہجور جیسے حساس شاعر کے لیے یہ ایک تکلیف دہ بات تھی۔ اپنی اس تکلیف کو کم کرنے کے لیے پنجاب کا رُخ کیا اور بسمل امرتسری، محمد دین فوق اور مولانا شبلی نعمانی جیسی عظیم ہستیوں سے ملاقات کر کے اپنے شاعرانہ خیالات کو تقویت بخشی (۶)۔ اور اس طرح کشمیریوں اور کشمیری زبان کی احساس محرومی کو ختم کر کے زبان کو ابلاغ اور ترسیل کی ایک معتبر زبان کا درجہ دلوایا۔

مہجور نے ۱۹۱۴ء سے کشمیری زبان میں لکھنا شروع کیا۔ انھوں نے کشمیری زبان کا دامن حسین اور اچھوتی تشبیہوں اور استعادوں سے بھر دیا۔ ان کا اسلوب بیان سادہ، آسان، اور دلنشین ہے۔ ان کی بحر و عروض کی تکنیک پختہ اور مکمل ہے۔ ان کے کلام میں سنگیت کی گھلاوٹ اور جذبات کی تاثر انگیزی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک الشعراء عالم رابندر ناتھ ٹیگور نے ان کی ۱۹۲۶ء میں لکھی ہوئی غزل ''پوشہ مَتہٕ جانا نو'' پڑھ کر خوب حوصلہ افزائی کی (۷) اور اسی غزل کی بدولت آپ دنیائے شاعری میں دوشناس ہوئے۔

ژولِما دوشے پوشے مَتہٕ جانانو
وُچھِمکھا دورے دورے سَنہٕ گوم سٕرگچہ ھُودے
چھِنس و دان ژورے ژورے پوشے مَتہٕ جانانو (۸)

مہجور اپنی قوم اور زبان سے بہت محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس

محبت اور تڑپ کے لیے آزمائشوں سے بھی گزرے لیکن انہوں نے اپنی زبان اور قوم کی عظمت ورفعت کو برقرار رکھا۔۱۹۳۴ء میں فارسی اور پنجابی کے مشاعرہ میں اس وقت تک شرکت نہیں کی جب تک کشمیری کلام پڑھنے کی اجازت نہ ملی۔ سرینگر کے اس مشاعرے میں سات بندی کشمیری غزل ''باغ نشاط کے گلو ناز کران ولو' کے عنوان سے پیش کی(۹)۔کشمیری سامعین کو جہاں اس غزل کی سادگی اور حلاوت اور محمود کی کیف آواز نے مست کیا تو وہاں غیر کشمیری فقط ترنم کے مزے لے لے کر عش عش کرنے لگے۔ جدید تاریخ کشمیر میں یہ پہلا موقع تھا کہ کشمیری زبان کے اشعار نہ صرف ایک بُلند پایہ ادبی محفل میں پیش ہو کر مقبول ہوئے بلکہ کشمیر کے مقتدر اخبار ''مارتنڈ'' نے ۱۶ اِسوج ۱۹۹۱ء بکرمی کے پرچے میں اس غزل کی اہمیت ومقبولیت کا اعتراف کیا اور اس طرح یہ غزل زبان زد خاص و عام ہوئی۔

باغِ نِشاطء کے گُلو ناز کران ولو
خَنْدء کراَن کراَن ولو موختہء ہرَان ہرَان ولو(۱۰)

مہجور پہلے کشمیری شاعر ہیں جن کے کلام میں کشمیر کے فطری حسن کے ساتھ ساتھ کشمیر کے ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے کم عمری ہی میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل کر لی تھی۔ ان کی لکھی ہوئی نظم ''گریس کُور'' نہ صرف کشمیر میں بلکہ کشمیر سے باہر بھی ان کی شہرت کی وجہ بنی (۱۱)۔کیونکہ جب کشمیری مورخ اور میونسپل بورڈ کے سابق چیئرمین پنڈت آنند کول نے مہجور کی ''گریس کُور'' کا انگریزی ترجمہ کر کے ''وشوا بھارتی'' سہ ماہی رسالے میں شائع کروایا تو پڑھے لکھے طبقے میں ہلچل مچ گئی۔ اس وقت شاعر اعظم ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور زندہ تھے۔ انہوں نے مہجور کو لکھا۔

''میں نے آپ کی نظم دیکھی۔ آپ کے میرے خیالات ملتے جلتے ہیں۔ اگر آپ بنگالی اور انگریزی سے واقف ہوتے تو میں یہ کہتا کہ یہ خیال آپ نے

میری نظموں سے حاصل کیا ہے۔ میں آپ کی نظم سے بہت خوش ہوا۔''

مہجور کی نظم ''گریس کور'' فارسی اثر سے بالکل آزاد اور خالصتاً کشمیری لہجے میں تھی۔ رابندر ناتھ ٹیگور نے اس نظم کو پڑھ کر مہجور کو کشمیر کے ''ورڈز ورتھ'' کا خطاب دیا(۱۲)۔

گریسی کوری نازنین سونڈری یے　　پوشہ دنہ باغیچ پوشہ گوندری یے
گریسی کووی نازنین سونڈری یے(۱۳)　　سورگچ ہی مالی قاپخ پرٔی یے

مہجور تحریک آزادی کشمیر سے قبل ہی کشمیری ادب میں خاصا نام پیدا کر چکے تھے مگر ان کے خیالات کی جولان گاہ ان دنوں زیادہ تر عشقیہ گیتوں، غزلوں اور مناقبات تک محدود تھی لیکن ملک الشعراء عالم ٹیگور اور دوسرے لوگوں کی تحسین سے حوصلہ حاصل کر کے انہوں نے انسانی آزادی، انسانی اخوت، ہندو مسلم اتحاد، محنت کشوں کی عزت، کشمیریوں کی قدیم ثقافت، ان کے گزشتہ کارناموں پر فخر و ناز اور آدمیت کے ساتھ محبت کے قوم پرور جذبات و افکار میں ڈوبی ہوئی نظمیں سرعت سے لکھنا شروع کیں۔ سیاست اور تحریک حریت ان کے کلام کے اہم اجزاء بن گئے (۱۴)۔ ان کے عاشقانہ گیت بھی نئے انقلابی اور وطن دوست ولولوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اپنی مشہور نظم ''گلشن وَطن چھُ سونے'' میں وضاحت و بلاغت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچتے ہیں، یہ نظم انتہائی دلکش اور سامع نواز ہے۔

گُلشَن وَطن چھُ سونے　　بُلبل ونَان چھُ پوشن
گُلشن وَطن چھُ سونُے (۱۵)　　سونُے وطن چھُ گُلشن

مہجور کی تحریک آزادی کے ساتھ وابستگی نے ان کی شاعری پر سیاست کا رنگ چڑھا دیا۔ جس سے وطن کے ساتھ محبت مستقل اور مستحکم ہوتی چلی گئی۔ جوں جوں حب الوطنی اور حریت پسندی کا جذبہ ان کے اندر اُجاگر ہوتا گیا تو وہ قومی نظمیں لکھتے گئے اور عوام کو ظالموں کے خلاف نبرد آزما ہونے کا درس دیتے رہے۔ ان کی ایک مشہور قومی نظم ''وولو ہا باغوانو'' جسے اتنی

زیادہ شہرت حاصل ہوئی کہ وہ کشمیر کے غیر سرکاری ترانے کی شکل اختیار کر گئی۔

ولو ہاباغوانو نوبہارُک شان پیدا کر پھولن گُل گتھ کرن بُلبُل تیھی سامانہء پیدا کر
چمن وٲران رِوان شبنمٕ ٹتھ جامہء پریشان گُل گُلن تے بُلبُلس اندر دُبارِ جان پیدا کر (۱۶)

مہجور نے قومی نظموں، عشقیہ گیتوں اور غزلوں کے ساتھ ساتھ نعتیں بھی لکھیں۔ اگرچہ وہ وطن، سیاست، رومانویت اور دوسرے عوامل کی طرف زیادہ مائل تھے، اس لیے نعت گوئی میں خاص مقام حاصل نہ کر سکے۔ ان کی ایک نعت ''آس برتل کاس'' خاصی مشہور ہے۔

آس برتل کاس خوٲدی بوذ زاری یارسولؐ
برتہء دل از نور عرفان کرتہ یٲری یارسولؐ (۱۷)

مہجور نے کشمیر کے قومی شاعر ہونے کے ناطے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے لوگوں کے اندر شعور بیدار کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ درحقیقت انہوں نے اس وقت وہ کردار ادا کرنے کی کوشش کی جو شاعر مشرق علامہ اقبال نے آزادی سے قبل برصغیر کے لوگوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی تھی چونکہ علامہ قبال کا تعلق بھی جنت نظیر کشمیر سے تھا۔ علامہ اقبال کے دل اور شعور میں اپنے وطن کے بارے میں ایک احساس محرومی موجود تھا۔ اسی لیے وہ اپنی شاعری کے ذریعے اپنے گم گشتہ وطن سے محبت کا اظہار کرتے رہے۔ اپنے وطن سے محبت کی کشش انہیں ۱۹۲۱ء میں کشمیر لے گئی اور اپنے قیام کے دوران فارسی میں تین نظمیں ''ساقی نامہ، ''کشمیر اور غنی کاشمیری'' کے عنوان سے لکھیں (۱۸) جو بعد میں پیام مشرق میں شائع ہوئیں۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کی شخصیت اور فکر وفن نے کشمیری زبان کے جن شعراء کو سب سے زیادہ متاثر کیا ان میں غلام احمد مہجور سرفہرست ہیں۔ علامہ اقبال اور محمد دین فوق کی مشترکہ کاوشوں نے کشمیری شاعری میں ایک پر جوش ''مہجور'' جیسے شاعر کی شاعرانہ جبلتوں کو ابھارا (۱۹) اور مہجور نے کشمیری زبان کا سہارا لے کر اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

مہجور علامہ اقبال کے فن اور شاعری کے ساتھ ساتھ ان کے سیاسی افکار اور انقلابی نظریات سے بھی بے حد متاثر تھے اور ان ہی کے نقش قدم پر چل کر کشمیری قوم کو بیدار کرنا چاہتے تھے۔مہجور نے اقبال کی نظموں کا سب سے زیادہ اثر قبول کیا۔ انہوں نے ''باغ نشاط کے گلو اور ناز کران کران ولو'' فکر اقبال کی روشنی میں لکھیں۔ جو ہر سیاسی جلسے کے آغاز میں پڑھی جاتی تھیں اور ان نظموں کو خاصی شہرت حاصل ہوئی اور اس کے علاوہ ''باغ نشاط کے گلو'' مہجور نے علامہ اقبال کی فارسی نظم ''ساقی نامہ'' کی بحر میں لکھی تھی [۲۰]۔مہجور ایک غیرت مند اور حساس انسان تھا۔ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی روش خانقاہ پرستی پر چلنے سے انکار کرتے ہوئے افکار اقبال کو اپنایا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال کے مجموعہ کلام ''بانگِ درا'' میں جو نظمیں مہجور کے لیے مسحور کن تھیں، ان میں ہمالہ، گُل رنگین، ابر کوہسار، پرندے کی فریاد، صدائے درد، خفتگاں خاک سے استفسار، تصویر درد، ترانہ ہندی، ہندوستانی بچوں کا گیت، نیا شوالہ اور خضر راہ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے [۲۱]۔ یہ وہ نظمیں ہیں جن سے مہجور بہت زیادہ متاثر ہوئے اور آپ نے اپنا زیادہ تر کلام ان نظموں سے متاثر ہو کر کشمیری ادب میں شاعری کی صورت میں پیش کیا ہے۔

مہجور نے صرف آزادی وحریت اور وطن سے محبت کا درس ہی اقبال سے نہیں سیکھا بلکہ اقبال نے جن موضوعات پر قلم آزمائی کی تو مہجور نے بھی کشمیری زبان میں اس کی ترجمانی کی کوشش کی۔ اگر یہ کہا جائے کہ مہجور اقبال کے کلام و پیام کے کشمیری زبان میں ترجمان ہیں تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ قومی شاعر ہونے کے ناطے ان کے ہاں صرف مقامیت ہی کا رنگ غالب نہیں بلکہ ان کا جذبہ محبت، جغرافیائی حدود و قیود سے باہر نکل کر پورے مشرق اور عالم انسانیت تک محیط ہو جاتا ہے۔ ان کی شاعری، سادگی، سلاست اور شیریں گوئی سے بھرپور ہے۔ جی۔ ایم۔ ڈی صوفی کے بقول:

"His Songs and his poems are the cherished Property of everyman, woman and child Living between Baramala and Pir Panchal."(22)

مہجور عام لوگوں کا دلپسند شاعر تھا، جس نے کشمیر کے تمام پہلوؤں کا احاطہ اپنی شاعری میں کیا، اسی عظیم شاعری کی بدولت کشمیری زبان کو پنپنے اور کشمیریوں کو اپنا حق لینے کا ڈھنگ آیا۔ مہجور نے کئی کتابیں لکھیں، کچھ تو زمانے کی نذر ہوگئیں اور کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر منظر عام پر نہ آسکیں لیکن ان کی دو کتابوں کو خاصی شہرت نصیب ہوئی۔ پریم ناتھ بزار لکھتے ہیں:

"Mahjoor`s works have been Published under two titles. Payam-i-Mahjur (In Six Parts) and Kalam-i-Mahjur (In nine Parts)"(23)

مہجور نے کشمیر میں نہ صرف عوامی بلکہ سیاسی سطح پر بھی خاصی پذیرائی حاصل کی کیونکہ مہجور نے ۱۹۵۲ء کو چونسٹھ برس کی عمر میں داعی اجل کو جب لبیک کہا تو انہیں قومی اعزاز کے ساتھ دفنایا گیا اور اس کے علاوہ سابق وزیراعظم بخشی غلام محمد بھی ان کے جنازے میں پیش پیش تھے۔ ان کی وفات پر تمام سرکاری دفاتر دو دن تک بند رہے۔ انہیں مزار شعراء میں اتھ واجن کے مقام پر حبہ خاتون کے نزدیک دفن کیا گیا۔ اس طرح سے کشمیر کا قومی شاعر اپنے وطن کی آزادی کی خواہش ادھوری چھوڑ کر چلا گیا کہ اس کا وطن کب آزاد ہوگا؟

☆☆☆☆

حواشی

۱۔ بزاز، پریم ناتھ، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر، ۱۹۹۲ء، صفحہ ۳۰۳۔

۲۔ ٹینگ، محمد یوسف، کلیات مہجور، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگو یجز سرینگر، ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۲۔

۳۔ فاضلی، منظور، رسالہ شیرازہ (مہجور نمبر)، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگو یجز سرینگر، ۱۹۸۷ء، صفحہ ۵۴۰۔

۴۔ عبداللہ، شیخ، آتش چنار، چوہدری اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۶ء، صفحہ ۱۰۲

۵۔ فاضلی، منظور رسالہ شیرازہ (مہجور نمبر) جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگو یجز سرینگر، ۱۹۸۷ء صفحہ ۵۴۰۔

۶۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان اور شاعری (حصہ سوم)، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگو یجز سرینگر، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۲۷۵

۷۔ ایضاً، صفحہ ۲۸۰۔

۸۔ بخاری، محمد یوسف، ڈاکٹر، انتخاب کلام مہجور، کاشر کلچر اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۸۸ء، صفحہ ۲۸

۹۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان اور شاعری (حصہ سوم) جموں اینڈ کشمیری اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگو یجز سرینگر، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۲۹۱۔

۱۰۔ بخاری، محمد یوسف، ڈاکٹر، انتخاب کلام مہجور، کاشر کلچرل اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۱۔

۱۱۔ شوق، شفیع، منور، ناجی، کاشرادبک تواریخ، کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی سرینگر، ۱۹۸۱ء، صفحہ ۱۵۵۔

۱۲۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان اور شاعری (حصہ سوم) جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگو یجز سرینگر، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۲۸۷۔

۱۳۔ بخاری، محمد یوسف، ڈاکٹر، انتخاب کلام مہجور، کاشر کلچر اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۸۸ء، صفحہ ۵۲۔

۱۴۔ بزاز، پریم ناتھ، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز میر پور، آزاد کشمیر، ۱۹۹۲ء، صفحہ ۳۵۳

۱۵۔ بخاری، محمد یوسف، ڈاکٹر، انتخاب کلام مہجور، کاشر کلچرل اکادمی پاکستان، لاہور ۱۹۸۸ء، صفحہ ۸۷

۱۶۔ ایضاً، صفحہ ۹۲

۱۷۔ ایضاً، صفحہ ۱۱۹

۱۸۔ پشپ، پی، این، رسالہ شیرازہ (مہجور نمبر) جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز سرینگر، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۶۲۔

۱۹۔ آفاقی، صابر، ڈاکٹر، علامہ اقبال اور کشمیر، اقبال اکادمی لاہور، ۱۹۷۷ء، صفحہ ۶۹

۲۰۔ پشپ، پی، این، رسالہ شیرازہ (مہجور نمبر) جموں اینڈ کشمیری اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز سرینگر، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۶۴

۲۱۔ ایضاً، صفحہ ۶۵

22- Sufi, G.M.D. Kasheer (vol.ii), University of the Punjab, Lahore, 1948,p. 413.

23- Bazaz, Prem Nath, Struggle For Freedom in kashmir, National Book Foundation, Karachi, 1976, P.297.